قصیدہ بُردہ

پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دبی)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

قصیدہ بُردہ

پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف

شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئی)

ترجمہ

مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز

205- جامع رحمانیہ شادمان-1-لاہور

☎:7580004-7594003

نام کتاب ——— قصیدہ بُردہ پر اعتراضات کا علمی جواب

تصنیف ——— شیخ عیسیٰ بن مانع (دبئی)

ترجمہ ——— مفتی محمد خان قادری

زیر اہتمام ——— محمد محبوب الرسول قادری

بار اول ——— جنوری 2003ء

ناشر ——— کاروانِ اسلام 205 جامع رحمانیہ شادمان لاہور

فون: 7594003-7580004

قیمت ——— 15 روپے

ملنے کے پتہ

☆ جامع رحمانیہ 205 شادمان 1 لاہور ☆ جامعہ اسلامیہ 1 فسیح روڈ اسلامیہ پارک لاہور

☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور ☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور

☆ مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ لاہور ☆ مکتبہ رضویہ دربار مارکیٹ نزد سستا ہوٹل لاہور

☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور ☆ مکتبہ جمال کرم گنج بخش روڈ لاہور

☆ مکتبہ نعیمیہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور ☆ قادری رضوی کتب خانہ گنج بخش روڈ لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور۔ ایچی سن ہاؤسنگ سوسائٹی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور۔

میزانِ حروف

امام بوصیری نے حضور ﷺ کی مدح میں مشہور قصیدہ لکھا جس کی شروحات اکابرینِ امت نے تحریر کیں۔ یہ قصیدہ مبارکہ امت کے اکثر اصحاب معرفت کا وظیفہ رہا اور مسلسل جاری ہے۔ اس دور میں بعض اہل بدعت نے اس قصیدہ کو شرکیہ قرار دے دیا اور آئے دن اس کے اشعار پر مختلف قسم کے اعتراضات کرنا اپنا وطیرہ بنایا خصوصاً شیخ ابن عثیمین نجدی نے دو اشعار یا اکرم الخلق۔ الخ۔ پر طعن و تشنیع کی۔ عالم عرب کے مشہور عالم شیخ عیسیٰ بن مانع مدظلہ العالی نے اس کے رد میں ...... "القول المبین فی بیان علو مقام خاتم النبیین ﷺ" ...... کے نام سے مقالہ لکھا۔ موضوع کی اہمیت کے پیش نظر کاروان اسلام کے سربراہ محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مدظلہ نے اس اہم مقالہ کو اردو کے قالب میں ڈھالا ہے، افادۂ عام کے لیے ہم اسے شائع کرنے کی سعادت پا رہے ہیں۔

۵ فروری ۲۰۰۲ء۔ یوم یکجہتی کشمیر

۲۱ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ

منگل وار۔ دس بجے صبح

غبارِ راہِ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

مدیر منتظم

ماہنامہ "سوئے حجاز" لاہور

ناظم اطلاعات ونشریات

کاروان اسلام

يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِيْ مَنْ أَلُوْذُ بِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

وَلَنْ يَّضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِيْ
إِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

فَإِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

حرف آغاز

ساتویں صدی کے مشہور امام شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن حماد بوصیری المتوفی ۶۹۴ نے حبیب خدا ﷺ کی شان اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہوئے قصیدہ بردہ لکھا جو بارگاہ رسالتمآب ﷺ میں مقبول ہوا۔ اس وقت سے لے کر آج تک امت اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ اس کی مقبولیت کے بارے میں شیخ الاسلام امام ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۳ لکھتے ہیں۔

كيف وقد ازدادت شهرتها الى ان صار الناس يتدارسونها في البيوت والمساجد كالقرآن (المنح المكية ۱۰۶)	اس کی شہرت کا عالم یہ ہے کہ تمام لوگ اپنے گھروں اور مساجد میں اسے قرآن کی طرح پڑھتے پڑھاتے ہیں۔

امام بیضاوی، شیخ زادہ امام قسطلانی اور ملا علی قاری جیسے متعدد اہل علم و معرفت نے اس کی شروحات لکھیں۔ ان میں بڑے بڑے محدث اور مفسر بھی شامل ہیں ان میں سے ہر ایک نے بڑھ چڑھ کر اس قصیدہ کی تعریف کی اور لوگوں کو اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کی بلکہ ان شروحات کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا۔ لیکن ہمارے دور میں کچھ کم مطالعہ لوگوں نے اس پر طعن کرتے ہوئے اسے شرکیہ قصیدہ قرار دیدیا اور صرف اس کے پڑھنے سے ہی منع نہیں کیا بلکہ اسے جلانے کا فتویٰ جاری کیا۔ ایسے لوگوں کی رائے کا علمی تجزیہ نہایت ہی ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی توفیق شیخ عیسیٰ مانع حفظہ رحمہ اللہ تعالیٰ (ڈائریکٹر اوقاف دبی) کو عطا فرمائی جنہوں نے اس قصیدہ کے بعض اشعار پر اعتراضات کی خوب خبر لی ہے جن اشعار پر طعن کیا گیا وہ یہ ہیں۔

يا اكرم الخلق مالي من الوذ به — سواك عند حلول الحادث العمم
ولن يضيق رسول الله جاهك بي — اذا الكريم تجلى باسم منتقم
فان من جودك الدنيا و ضرتها — ومن علومك علم اللوح و القلم

(اے تمام مخلوق سے معزز روز قیامت ان ہولناک حالات میں میرا آپ کے سوا کوئی نہ ہوگا جن کی میں پناہ لوں، اس دن رسول اللہ ﷺ کا سہارا کام دے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی صفت انتقام و غضب نہایت ہی آشکار ہوگی اور یہ دنیا و آخرت آپ کے جود و کرم کا حصہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا جزء ہے)

کچھ شارحین کے حوالے سے شیخ مصنف نے خوب لکھا ہے بعض حوالہ جات ہم بھی یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ملک العلماء، قاضی شہاب الدین دولت آبادی المتوفی ۸۴۹ھ "فمن علومک علم اللوح والقلم" کے تحت بحث سمیٹتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ای الدنیا و الآخرة قطرة من بحر جودک (و علم اللوح و القلم) قلیل من علومک الدینیة التی اعطاک الله تعالیٰ او ما فی اللوح له نهایة و لیس لعلوم باطنک نهایة اذهو ینبوع من بحار علومک

یعنی دنیا و آخرت آپ کے بحر جود و سخا کا ایک قطرہ ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے ان علوم دینیہ کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے یا لوح و قلم کے علم کی حد ہے اور آپ کے علوم باطنیہ کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے کیونکہ لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے سمندر سے ایک چشمہ ہے۔

(شرح قصیدۃ البردۃ: ۳۳۳)

۲۔ قصیدہ بردہ شریف کے اسی شعر کی شرح میں شیخ جمال بن نصیر الجنابی متوفی ۹۹۰ھ رقم طراز ہیں۔

"(ومن) بعض (علومک) التی علمک الله تعالیٰ، (علم اللوح) ای علم مافیه وهو فی الهواء فوق السماء السابعة طوله مابین السماء والأرض، و عرضه مابین المشرق والمغرب، وهو من درة بیضاء کذافی بعض التفاسیر و علم (القلم) الذی کتب به الکائنات فی اللوح، فاذاکان جاهک فی الجود و العلم بهذا المشابة کیف

یہاں من بعضیہ ہے اور علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ "علم اللوح" سے مراد وہ علم جو "لوح" میں محفوظ ہے جبکہ لوح ساتویں آسمان سے اوپر فضا میں ہے اس کی لمبائی زمین اور آسمان کا درمیانی فاصلہ ہے جبکہ اس کی چوڑائی مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ اور "لوح" ایک چمکتے دمکتے ستارہ کی طرح ہے جیسا کہ بعض تفاسیر میں ہے۔ علم القلم سے مراد وہ علم ہے

یفلس بشفاعة شخص محتاج

(شرح قصیدۃ البردۃ: ۲۱۰)

جو قلم کے ذریعے "لوح" پر کائنات کے متعلق لکھا گیا ہے۔ جب جود و علم میں آپ کا یہ مقام ہے تو محتاج بندہ شفاعت سے کیسے محروم رہے گا۔

۳۔ حضرت ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ نے ان اشعار کے تحت خوب لکھا۔ یہاں مفعول کی طرف اضافت یعنی لوگوں کا علم لوح و قلم کے بارے میں لہذا یہاں اس سے متعلق مختلف اقوال ہیں۔

قیل انه مضاف الی المفعول ای علم الناس باللوح والقلم فاحتاج الی القول بان فیه اقوالا وقیل ان الله تعالیٰ اطلعه ما کتبه القلم فی اللوح المحفوظ وهو علم الاولین والاخرین وهو الاظهر و توضیحه بان المراد بعلم اللوح ما اثبت فیه من النقوش القدسیة الصور الغیبة و بعلم القلم به کما شاء والاضافة لادنیٰ ملابسة و کون علمها من علومه تنوع الی الکلیات و الجزئیات و حقائق و دقائق و عوارف و معارف یتعلق بالذات و الصفات و علمها یکون سطرا من سطور علمه و نهرا من بحور علمه ثم مع هذا هو من برکة وجوده علی ما نقل انه ورد اول ماخلق الله نوری ای فنظر الیه تعالیٰ نظر هیبة فانشق نصفین فخلق من نصفه الکونین و هو المراد بالقلم ولذا ورد اول ما خلق الله القلم فلا تعارض والحاصل ان الدنیا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع فرمادیا جو کچھ قلم نے لوح محفوظ پر رقم کیا اور وہ تمام اولین و آخرین کا علم ہے اور یہی ظاہر ہے۔ جس کی توضیح یہ ہے علم لوح سے مراد جو کچھ نقوش مقدسہ کے ذریعے صور غیبیہ میں لکھا گیا ہے اور علم القلم سے مراد جیسا اس نے (اللہ تعالیٰ) چاہا۔ اور یہاں علم کی اضافت ادنیٰ ملابست کی وجہ سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپکے علوم کا ایک حصہ ہے جس کی مختلف اقسام کلیات، جزئیات، حقائق، دقائق پر مشتمل ہے اور ایسے عوارف اور معارف۔ جو ذات وصفات باری سے متعلق ہے۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے سطور علم کے سامنے ایک سطر ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے سمندروں کے مقابلہ میں ایک نہر ہے اور پھر ساری کائنات آپ کے وجود اقدس کی برکت سے ہے جیسا کہ حدیث میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر ہیبت سے توجہ فرمائی تو اس کے دو حصے ہوگئے پھر ایک نصف سے کونین کو پیدا فرمایا اور (کونین) سے

والاخرة من الارو جودک وما ظهر من القلم علی اللوح من اسرار معارفک علی اللوح من اسرار معالیک و انوار علومک و فی البیت ایماء الی ان الجاه انما هو بالعلم بالله تعالی والجود علی الخلیقة کما ورد ان کمال الایمان التعظیم لامر الله تعالیٰ والشفقة علی خلق الله

(الزبدۃ العمدۃ:۱۱۷)

مراد قلم ہے۔ اس لئے فرمایا اول ما خلق اللہ القلم (سب سے پہلے اللہ رب العزت نے قلم کو پیدا فرمایا) تو اب ان میں تعارض ہی نہ رہا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ دنیا و آخرت آپ کے وجود مسعود کا ہی ثمر ہے اور جو قلم سے لوح پر ظاہر کیا وہ آپ کے معارف و معانی کے اسرار اور آپ ﷺ کے علوم کے انوار میں سے ہے۔ اس شعر میں اس طرف اشارہ ہے کہ منصب، اللہ تعالی کے بارے میں علم و معرفت اور مخلوق پر جود کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ منقول ہے اللہ تعالی کے حکم پر عمل اور مخلوق پر شفقت کمال ایمان ہے۔

۴۔ ملک العلماء، بحر العلوم مولانا عبد العلی محمد لکھنوی حضور ﷺ کے علوم کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

و علمه علوما بعضها ما حوی علیه القلم الاعلی وما استطاع علی احاطتها اللوح الادنی لم یلد الدهر مثله من الازل ولم یولد الی الابد فلیس له فی السموات والارض کفوا احد

(حاشیہ الدولۃ المکیہ، ۳۰)

اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو جو علوم عطا فرمائے ہیں، قلم اعلی کے علوم اس کا جز ہیں اور لوح کامل ان کا احاطہ نہیں کرسکتی ازل سے آپ کی مثل پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں ہوگا آسمانوں اور زمین میں آپ کی مثل اور ہم پلہ کوئی نہیں۔

اللہ تعالی اپنے خصوصی فضل سے ہم سب کو اپنی بارگاہ بیکس پناہ اور اپنے تمام مقبول بندوں خصوصا اپنے حبیب ﷺ کے احترام و توقیر کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد خان قادری
خادم
کاروان اسلام
بروز جمعرات بوقت عشاء
۳۱ جنوری ۲۰۰۲ء

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین و افضل الصلاة و اکمل التسلیم علی سیدنا محمد و علی آله الطیبین و اصحابه اجمعین.

حمد و صلوۃ کے بعد!

اس وقت امت مسلمہ پر خزاں کی جو ہوائیں چل رہی ہیں وہ اس کے جسد کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں، اس موقعہ پر لازم یہ ہے کہ ہم اختلافات کو ختم کر کے ان اسلام کے دشمنوں کے سامنے صف واحد کی صورت میں سینہ سپر ہوں جو دین اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں لیکن ہمارے ہاں ایک ایسا فرقہ ہے جو امت کو زخمی کر رہا ہے، وہ عقائد و مذہب کے ایسے مسائل اچھال رہا ہے جس سے امت مسلمہ کے بارے میں سوء ظن پیدا ہو رہا ہے اور وہ بغیر فہم و شعور کے امت کو مشرک اور گمراہ قرار دے رہا ہے۔ وہ خواہش نفس پر سوار، آراء میں متعصب اور فکر میں منتشر ہے کوئی وقت ایسا نہیں گزرتا جب ہمارے کانوں میں ان کے یہ غلط افکار سننے میں نہ آتے ہوں اور دیکھنے سے آنکھوں کو تکلیف نہ ہوتی ہو، وہ ان زہر آلود افکار کے ذریعے عوام مسلمین کو گمراہ کر رہا ہے اور نوجوانوں کو محض نعروں کا شہد اور سنت کا رو نا رو کر دھوکہ دے رہا ہے۔

ضرورت مقالہ:

ہم نے محسوس کیا کہ ان امور کی حقیقت اور ان میں غلطی و خرابی کا واضح کرنا ہم پر لازم ہے تاکہ وہم میں پڑ جانے والوں کا وہم ختم ہو، مسلمانوں کے دلوں میں لاحق پریشانی کا ازالہ اور حق، باطل سے ممتاز و آشکار ہو جائے، مجھے جو اس وقت پریشانی لاحق ہوئی تو اس کا سبب شیخ ابن عثیمین کا عارف باللہ امام بوصیری کے بعض اشعار کے حوالے سے اہل سنت پر حملہ ہے، حالانکہ انہیں کئی صدیوں سے مسلمان پڑھتے اور ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مدح ہے اسے سراہتے آرہے ہیں، ہمارے علم میں کوئی ایک بھی نہیں جس نے انہیں غلط کہا ہو،

تمام نے انھیں مستحسن ہی کہا، امت کا اس مبارک قصیدہ کو سراہنا اس کی قبولیت پر علامت ہے لیکن شیخ مذکور (اللہ ہمیں اور ان کو ہدایت دے) کو یہ قبولیت پسند نہیں آئی اور ان اشعار پر تنقید کر ڈالی۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبه	سواک عند حلول الحادث العمم
ان لم تکن فی معادی اخذ ایدی	فضلاً والاقل بازلة القدم
فان من جودک الدنیا و ضرتها	و من علومک علم اللوح و القلم

شیخ ابن عثیمین کا کہنا یہ ہے کہ یہ اوصاف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہیں، اس شاعر نے حضور ﷺ کے لیے یہ اوصاف کیسے ثابت کر دیئے؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے فان من جودک الدنیا و ضرتها من تبعیضیہ ہے، دنیا سے دنیا اور ضرۃ سے مراد آخرت ہے۔ جب دنیا و آخرت دونوں جود رسول ﷺ کا کل نہیں، بلکہ اس کا بعض قرار دیا تو اللہ عزوجل کے لیے کیا رہ گیا؟ اس کے لیے ممکنات سے کوئی شے نہ رہی نہ دنیا کی اور نہ آخرت کی۔ اس طرح سے مصرعہ "و من علومک علم اللوح و القلم" یہاں بھی من تبعیض کے لیے ہے، جب ہم نے حضور ﷺ کے بارے میں اس قدر علم ثابت کر دیا تو اب اللہ تعالیٰ کے لیے کونسا علم رہ گیا؟

شیخ ابن عثیمین کا رد:

ان شبہات کے تفصیلی رد سے پہلے ہمارے چند سوالات ہیں۔

۱۔ کیا اللہ تعالیٰ کی ذات محدود ہے؟

۲۔ کیا اللہ تعالیٰ کا علم محدود ہے؟

۳۔ کیا اس کے جود و کرم محدود ہیں؟

۴۔ کیا لوح محفوظ کے علوم اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں؟

اس کے جواب میں علماء تو کجا عام مسلمان بھی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ کے کمال کی کوئی انتہا

نہیں اور نہ اس کی صفات کی حدود ہیں کیونکہ اس کی شان ہے:

لیس کمثله شی و هو السمیع البصیر اس کی کوئی مثل نہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

جو شخص باری تعالیٰ کی ذات یا صفات کو محدود سمجھتا ہے یا اس کے علم کو مخلوق (مثلاً لوح محفوظ) میں محصور جانتا ہے تو وہ صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی میں چلا گیا کیونکہ اس نے اسلام کے سب سے بنیادی رکن توحید کو گرا دیا کیونکہ اس کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور اس کے افعال کو مشابہت مخلوق سے پاک جانا جائے۔ قارئین کرام! آپ اس رسالہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق وفضل سے انہی اشیاء کی مزید تفصیل ملاحظہ کریں گے۔

عقیدہ پر خطرناک اثرات

جب آدمی ابن عثیمین کا کلام پڑھتا ہے تو سوچتا ہے کہ واقعۃً انھوں نے یہ بات کہی ہے یا سبقت لسانی ہے، یاد رہے ان کی یہ گفتگو پہلے ایک مجلہ میں شائع ہوئی، بعد میں اسے کتابی شکل دی گئی۔ ظاہر ہے ان کی اجازت سے سب کچھ ہوا، یہ سمجھ نہیں آ رہی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو محدود کیسے کر دیا اور اس کے علم کو محدود کیسے تصور کر لیا؟

ہر آدمی جانتا ہے کہ عقیدۂ مسلم میں یہ بات بنیادی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات غیر محدود ہیں، اس لیے ہمیں یہ گفتگو نہایت ہی خطرناک محسوس ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کے علم و کرم کو مخلوق کے علم و کرم کی طرح قرار دے دیا گیا، حالانکہ مخلوق میں یہ صفات متناہی اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے غیر متناہی ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کا عجز و جہل سے متصف ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے بلند ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کی صفات کو متناہی کہا، اس نے کبیرہ برائی کا ارتکاب کیا اور عقیدہ اسلامیہ کی جڑ کاٹ دی۔

ابن عثیمین نے فتویٰ میں جو لکھا ہے اسے پڑھیے اور غور کیجئے وہ کہتے ہیں جب دنیا و آخرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جود کا بعض ہیں نہ کہ کل تو کیا اللہ تعالیٰ کے لیے دنیا و آخرت

کی کوئی شے رہ جائے گی؟ کیا تم خود اسے صفات الٰہیہ کے لیے نقصان دہ نہیں سمجھ رہے۔ اس کلام میں یہ خطرہ موجود ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے جود و کرم کو دائرہ مخلوق میں منحصر کر دیا ہے اور یہ اس کی صفات کے محدود ہونے پر شاہد ہے، جب اس کی صفت محدود ہے تو اس کا اثر اس کی ذات اقدس تک جائے گا کہ وہ بھی محدود ہو جائے، یہ عقیدہ خالق کی تقدیس و تنزیہ کے منافی ہے اور اس کے اس کمال کے بھی منافی جس کے بارے میں یہ اعتقاد ضروری ہے کہ اس کی کرم کی حد نہیں اور نہ اس کے کرم و جود کی کوئی حد ہے، ہمیں تو سمجھ نہیں آ رہی شیخ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کو کیا سمجھا جو حدیث قدسی میں ہے، جسے امام حاکم، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اولکم و اخرکم و انسکم و جنکم قاموا فی صعید واحد فسالونی فاعطیت کل واحد مسالته مانقص ذلک من ملکی الا کما ینقص المخیط اذا ادخل البحر.

تمھارا پہلا اور آخری، انسان اور جن جو کچھ بھی مجھ سے مانگیں اور میں انھیں وہ سب کچھ عطا کر دوں تو میری ملکیت سے سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر بھی کمی نہیں ہوتی۔

سمندر سے سوئی کے سوراخ کے برابر کمی بطور تمثیل، اذہان کی سمجھ کے لیے ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں اور سمندر کے درمیان کیا نسبت؟ شیخ کا وہم کہ جود الٰہی دنیا و آخرت میں محصور ہو گیا اس نص کے معارض و مخالف ہے جو واضح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جود متناہی نہیں، نہ اس کی حد ہے اور نہ اسے شمار کیا جا سکتا ہے۔ جب دنیا و آخرت (جن میں جن و انس کے سوال کا تصور ہے) اللہ تعالیٰ کی ملکیت سے اتنی کمی بھی نہیں کر سکتے جو سوئی سمندر سے کرتی ہے تو کسی مسلمان کے لیے یہ کیسے درست ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کا جود و کرم ان میں ہی منحصر ہے، وہ باقی سمندر کہاں گیا جو سوئی کے علاوہ تھا تو اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کرم کے محدود ہونے سے

پاک ہے اور نہ ہی کسی مخلوق کے مشابہ ہے۔

علم الٰہی کے تصور میں شیخین کی غلطی:

شیخ کا یہ کہنا کہ جب حضور ﷺ کا علم یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کا علم کہاں ہے؟ یہ گفتگو عقیدہ کے طور پر بڑی خطرناک ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم کی نہ تو حد ہے اور نہ اس کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کا تعلق واجبات، جائزات اور مستحیلات کے ساتھ ہے، نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا۔ اللہ تعالیٰ ان کے وہم سے بھی بلند ہے۔ وجہ خطا شیخ کی یہ ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے علم کو لوح و قلم یا دنیا و آخرت میں محدود کر دیا ہے، افسوس کہ کوئی عاقل کیسے تصور کر سکتا ہے کہ لوح و قلم (جو مخلوق ہیں) وہ اللہ تعالیٰ کے علم کا احاطہ کر سکتے ہیں اور اس تصور سے اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت کا محصور ہونا لازم آ رہا ہے۔ سبحان اللہ! شیخ کو قصہ حضرت خضر یاد نہ رہا جو صحیح حدیث میں ہے اور حضرت خضر علیہما السلام وہ دونوں حضرت موسیٰ کشتی میں بیٹھ گئے حضرت خضر کو انھوں (کشتی بان) نے پہچان لیا اور بغیر کرایہ کے انھیں بٹھا لیا۔

فجاء عصفور فوقع علی حرف السفینة فنقر نقرة او نقرتین فی البحر

ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے بیٹھ گئی اس نے ایک یا دو چونچ سمندر سے پانی لیا

حضرت خضر نے فرمایا: اے موسیٰ!

مانقص علمی و علمک من علم اللہ الا کنقرة هذا العصفور فی البحر (صحیح البخاری، کتاب العلم)

میرا اور تمھارا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ کی نسبت سمندر سے ہے

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں ابن جریج کی روایت بہت ہی خوب ہے۔

ما علمی و علمک فی جنب علم الله الا کما اخذ هذا العصفور بمنقاره من البحر

میرا اور تمھارا علم اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح ہے جیسے چڑیا کی چونچ بنسبت سمندر کے۔

یہ فقط سمجھانے کے لیے مثال ہے، ورنہ سمندر کتنا ہی وسیع کیوں نہ ہو، وہ محدود اور علم الٰہی غیر محدود ہے۔ رب العزت کا فرمان ہے۔

قل لو کان البحر مداد لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثله مددا (سورۃ الکھف ۱۰۹)

تم فرما دو، اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لیے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی اگرچہ ہم ویسا ہی اس کی مدد کو لے آئیں

شیخ عثیمین کے کلام کا رد:

یہاں ہر مسلمان کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شیخ علم کو لوح و قلم تک ہی محدود مانتے رہے تو ان کی تخلیق سے پہلے علم الٰہی کہاں تھا کیونکہ وہ این و کیف سے ماورا ہے۔ انھیں یہ باور نہیں ہو رہا کہ علم کا محصور ہونا مخلوق کے علم کی صفت ہے اور یہ تو باری تعالیٰ کو مخلوق کے مشابہ قرار دینا ہے اور انھیں یہ علم ہے عقیدۂ اسلامیہ میں تشبیہ کس قدر خطرناک ہے اور تشبیہ کے بارے میں علماء اسلام کا موقف کیا ہے؟ جب شیخ کا مقصد یہ ہے کہ کسی مخلوق میں وصف باری تعالیٰ نہیں پایا جا سکتا اور یہ اس کی تنزیہ و تقدیس کا تقاضا ہے اور اس سے یہ زیادہ خطرناک یہ بات ہے کہ ہم باری تعالیٰ کے لیے مخلوق کی صفات ثابت کر دیں جیسا کہ شیخ مذکور نے کر دیا، انھوں نے علم کو عالم دنیا و آخرت میں محصور کر دیا اور باری تعالیٰ کے ارشاد گرامی کی پرواہ نہیں کی۔

ان الله کان بکل شیئ علیما بلاشبہ وہ ہر شے جاننے والا ہے

(النساء، ۱۳۳)

دوسرے مقام پر ارشاد ہے

و ما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ اور تمھیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

(اسراء، ۳۶)

لوح و قلم اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اشیاء میں سے ہیں۔ شیخ اس ارشاد نبوی سے غافل ہے، اللہ تعالیٰ نے پہلے قلم پیدا فرمایا اور اسے فرمایا، لکھ، عرض کیا میرے رب کیا لکھوں؟

اکتب مقادیر کل شیئ حتی تقوم لساعة قیامت تک ہر شے کی تقدیر لکھ دے

اس حدیث شریف میں بالکل واضح ہے کہ قلم کو قیامت تک تقادیر لکھنے کا حکم ملا۔ رہا قیامت کے بعد کا معاملہ تو اس نے وہ نہیں لکھا، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ اس سے کون سی چیز مانع ہے کہ جن اشیاء کو قلم نے نہیں لکھا ان پر اللہ تعالیٰ جسے چاہے مطلع فرما دے۔ خصوصاً اپنے حبیب اور رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، اس پر کچھ نصوص کا تذکرہ آ رہا ہے۔

ابن عثیمین اور ان کے ساتھیوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ اسباب اور مسببات میں خلط ملط دیتے ہیں۔ سبب ظاہری اور خفی میں فرق نہیں کر پاتے اور اس سے بھی غافل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب کو مسببات کے ساتھ قائم فرما رکھا ہے، شیخ پر تعجب یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے فتویٰ میں خود اپنے قول کی تردید کر دی ہے جب ان سے سوال ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا کرتے تھے۔

الله ورسوله اعلم۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں

تو انھوں نے جواب میں کہا

قولهم الله ورسوله اعلم جائز و ذلک لان علم الرسول صلی الله علیه وسلم من علم الله، فالله تعالی هو الذی یعلمه مالا یدر که البشر و لهذا اتی بالواو . (المجموع الثمین من فتاوی العثیمین ۲. ۲۱۳)

صحابہ کا قول "الله ورسوله اعلم" جائز ہے، کیونکہ رسول ﷺ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم

سے ہی ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کا ادراک انسان نہیں کر سکتا، اسی لیے درمیان میں واؤ ہے۔

ثقہ علماء کی آراء میں اشعار کی تشریح

اب ہم امام بوصیری کے اشعار کا جائزہ لیتے ہیں، کیا وہ کفریہ ہیں یا وہ قصیدہ کے نہایت ہی پسندیدہ اشعار میں سے ہیں، شیخ ابن عثیمین نے انھیں کفریہ قرار دیتے ہوئے یہ فتوی دیا۔

قطع نظر اس بات کے کہ ان کی محافل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسے غلو سے کام لیا جاتا ہے جو بندہ کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسے لوگوں کے خلاف جہاد فرمایا، ان کے خون، اموال اور اولاد کو مباح قرار دیا، ہم ان محافل میں ایسے قصائد سنتے ہیں جو یقینی طور پر بندے کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں جیسا کہ بوصیری کے اشعار ہیں یا اکرم الخلق الخ۔

پہلی بات تو ہم ابن عثیمین سے یہ کہتے ہیں آپ کو معلوم ہے اس قصیدہ مبارکہ کی شرح اور اس پر تضامین بصورت تخمیس وتسبیع بیسیوں اکابر علماء نے کی ہیں، کیا وہ سارے شرک اکبر کی دعوت دینے والے تھے؟ اکابرین امت اس کو پڑھتے آئے، کیا وہ اس سے جاہل رہے جو شیخ کو سمجھ آیا؟ اللہ تعالی ہمیں پستی میں گرنے سے محفوظ رکھے، وہم سے بچائے اور رسوخ کی دولت عطا فرمائے۔ اور امت کے سواد اعظم سے نکلنے سے بچائے۔

شارحین قصیدہ کا تذکرہ:

یہاں کچھ شارحین قصیدہ بردہ کا تذکرہ بھی ملاحظہ کریجیے

(۱) ابو شامہ عبد الرحمن بن اسماعیل العقدسی الشافعی المقری النحوی المتوفی سنة ٥٢٩

(۲) علی بن جابر بن موسی الیمنی الشافعی المتوفی سنة ٧٦٥ھ

(۳) جمال الدین عبد الله بن یوسف المعروف بابن هشام النحوی

المتوفی سنة ٧٦١ھ

(٤) شمس الدین ابو عبد الله محمد بن عبد الرحمن الزمردی الشهیر بابن الصائغ المتوفی سنة ٧٧٦ھ

(٥) مسعود بن عمر المعروف بسعد الدین التفتازانی المتوفی ٧٩٧ھ

(٦) ابو عبد الله محمد بن احمد بن مرزوق التلمسانی المتوفی سنة ٧٩١ھ وسماه "الاستیعاب لما فیها من البیان والاعراب" واله شرح اخر سماه "اظهار صدق المودة فی شرح قصیده البردة".

(٧) جلال بن قوام بن الحکم و اتم شرحه فی سنة ٧٩٢ھ

(٨) بدر الدین محمد بن بهادر الزرکشی المتوفی سنة ٧٩٤ھ

(٩) محمد البسطامی الشاهرودی المعروف بمصنفک المتوفی سنة ٨٧٥ھ

(١٠) شرف الدین علی الیزدی المتوفی سنة ٨٢٨ھ

(١١) کمال الدین حسین الخوارزمی المتوفی سنة ٨٤ھ

(١٢) جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی المتوفی ٨٦٤ھ وسماه الانوار المضیة فی مدح خیر البریة.

(١٣) جلال الدین احمد بن محمد بن محمد الخجندی المتوفی سنة ٨٠٣ھ وسما "طیب الحبیب هدیة الی کل محب لبیب".

(١٤) زین الدین ابو العز طاهر بن حسن المعروف بابن حبیب الحلبی المتوفی سنة ٨٠٨ھ

(١٥) القاضی شهاب الدین الدولة آبادی المتوفی سنة ٨٤٩ھ

(۱۶) زین الدین خالد بن عبد الله الازهری المتوفی سنة ۹۰۵ ھ وسماہ "الزبدة فی شرح قصیدة البردة"

(۱۷) شهاب الدین احمد بن محمد القسطلانی المتوفی سنة ۹۲۳ ھ وسماہ "مشارق الانوار المضیة فی شرح الکواکب الدریة"

(۱۸) القاضی زکریا بن محمد الانصاری المتوفی سنة ۹۲۶ ھ وسماہ "الزبدة الرائقه فی شرح قصیدة البردة الفائقه".

(۱۹) عبید الله محمد بن یعقوب المولی الفناری المتوفی سنة ۹۳۲ ھ

(۲۰) محی الدین محمد بن مصطفی المعروف بشیخ زاده المتوفی سنة ۹۵۱ ھ

(۲۱) بدر الدین محمد بن محمد الغزی المتوفی سنة ۹۸۴ ھ وسماہ "الزبدة".

(۲۲) خیر الدین خضر بن عمر العطوفی المتوفی سنة ۹۸۳ ھ

(۲۳) حسام الدین حسن بن محمد العباسی.

(۲۴) احمد بن مصطفی الشهیر بلالی.

(۲۵) یحیی بن منصور بن یحیی الحسنی وسماہ: "نتائج الافکار".

(۲۶) الامام فخر الدین احمد بن محمد بن ابی بکر الشیرازی وسماہ "نزهة الطالبین وتحفة الراغبین".

(۲۷) الفاضل الحسن بن محمد بن الحسن الحنفی النخعی.

(۲۸) یحیی بن زکریا المفتی وسماہ "صدق المودة".

(۲۹) ابو العباس احمد الازدی المعروف بالقصار.

(۳۰) حسن بن حسین التالشی.

(۳۱) شمس الدین ابو عبد الله محمد بن حسن [illegible]

(۳۲) علی بن سلطان المعروف بملا علی القاری المتوفی سنة ۱۰۱۴ ھ.

(۳۳) عبد الواحد بن احمد الانصاری المتوفی سنة [illegible] ھ وسماہ "شفاء القلب الجریح".

(۳۴) محمد بن غور ابی بکر بن محمد بن غور [illegible] الحنفی اتم شرحه فی سنة ۱۰۳۸ ھ وسماہ "الدرة المضیة فی شرح الکواکب الدریة".

(۳۵) ابراهیم بن محمد الباجوری المتوفی سنة ۱۲۷۶ ھ

(۳۶) القاضی عمر بن احمد الخربوتی و سماہ "عصیدة الشهدة"

اشعار کی شرح:

ان میں سے بعض نے جو اشعار کی شرح لکھی وہ ملاحظہ کریں۔

شیخ خالد ازہری یا اکرم الخلق ...... الخ کی تشریح میں لکھتے ہیں،

اے تمام مخلوق سے بہتر! روز قیامت کے ہولناک موقع پر میرا تیرے سوا کوئی نہیں، اس وقت تمام مخلوق آپ کے مرتبہ رفیع اور بارگاہ عظیم کی طرف رجوع کرے گی، یا رسول اللہ ﷺ جب اللہ تعالیٰ گناہ گاروں پر گرفت فرمائے گا اور معاملہ سخت ہوگا تو اس وقت آپ کا ہی سہارا میرے کام آئے گا۔

اس شعر میں امام بوصیری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو بیان کیا کہ جب سورج مخلوق کے سروں سے بھی زیادہ قریب ہوگا اور خوف، قلق و اضطراب طویل ہو جائے گا حتی کہ کفار یہ آرزو کریں گے کہ یہاں سے جان چھوٹ جائے خواہ ہم دوزخ میں جائیں۔ اس وقت

تمام مخلوق حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی طرف رجوع کرے گی۔ ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے ہوگی، پھر حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسی، پھر حضرت عیسی علیہم السلام کے پاس آئیں گے۔ تمام کے تمام عذر پیش کر کے شفاعت سے انکار کر دیں گے اور کہیں گے نفسی نفسی یہ تمام سیدنا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے۔

انا لها　　شفاعت کے لیے میں ہوں۔

تو امام بوصیری نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خصوصی اور عظیم درجہ کا تذکرہ کیا ہے، اس پر احادیث صحیحہ شاہد ہیں، حدیث میں ہے اللہ تعالی مجھے اپنی ایسی محامد عطا فرمائے گا کہ میں ان پر اس وقت تک قادر نہ ہوں گا، پھر میں وہ محامد کروں گا تو کہا جائے گا۔

یا محمد ارفع راسک و سل　　اے محمد ﷺ اپنا سر اٹھایئے اور مانگیے۔ آپ کو دیا جائے گا، آپ شفاعت کیجیے

تعطه و اشفع تشفع　　کہ آپ کی شفاعت سفارش قبول کی جائے گی

تو امام بوصیری نے شفاعت کبری کا بیان کیا جس پر احادیث صحیحہ موجود ہیں اور یہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے، اس کے علاوہ بھی آپ کے لیے شفاعت ثابت ہیں۔

اس میں بتایئے عقیدہ کے خلاف کونسی چیز ہے؟

کیا یہ عین ایمان نہیں؟ شفاعت ہی ایک ایسی چیز ہے جو اہل سنت کو ممتاز کر دیتی ہے ان اہل بدعت سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر ہیں۔ افسوس! بعض لوگ آپ ﷺ کے لیے ''اکرم الخلق'' تمام مخلوق سے معزز اور بلند کے الفاظ بھی پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ درجہ مسلمہ طور پر آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، بلکہ آپ کی خصوصیت ہے۔ متعدد احادیث اس پر شاہد عادل ہیں ارشاد فرمایا۔

انا اکرم ولد آدم علی ربی　　میں اللہ تعالی کے ہاں تمام اولاد آدم سے معزز ہوں۔

(سنن ترمذی، دارمی)

دوسرے مقام پر فرمایا

انا سید ولد آدم یوم القیامة　　میں روز قیامت تمام اولاد آدم کا سربراہ ہوں گا

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

ان کے الفاظ ''مالی من الوذبه'' (میں کس کا سہارا لوں) یہ بھی امور مسلمہ میں سے ہے جس نے بھی حدیث شفاعت عامہ پڑھی ہے، وہ اسے تسلیم کرے گا اور یہ مقام تو قرآن مجید میں آپ ﷺ کے لیے ثابت ہے، اللہ تعالی کا مبارک ارشاد ہے۔

ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا (الاسراء، ۷۹)

اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد پڑھا کرو، یہ خاص تمہارے لیے اضافہ ہے قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

یہاں شفاعت عظمی کو مقام محمود کہا گیا ہے کیونکہ تمام مخلوق خواہ مومن ہیں یا کافر متقی ہیں یا فاجر تمام اس مقام کے مدح سرا ہوں گے اور اس دن آپ کا واحد سہارا ہونا نہایت ہی واضح ہے کیونکہ اس دن تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوۃ والتسلیم شفاعت سے عذر پیش کرتے ہوئے کہہ دیں گے نفسی نفسی!

کوئی گمراہ کہہ سکتا ہے اس دن بلاواسطہ اللہ تعالی کی طرف رجوع کیوں نہ کر لیا جائے اس کا جواب امام بوصیری نے دیا۔

اذا الكريم تجلى باسم منتقم　　جب اللہ کریم اپنی صفت انتقام میں جلوہ نما فرما ہوگا

اس مقام پر بشمول حضرات انبیاء کرام علیہم السلام شدت غضب الہی کی وجہ سے کوئی بھی طلب تخفیف یا رحمت الہی کا مطالبہ نہ کر سکے گا، جیسا کہ حدیث میں ہر نبی کا قول ہے۔

ان ربی غضب الیوم غضبالم یغضب قبله مثلا ولن یغضب بعد مثل

میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنے غضب میں تھا اور نہ کبھی ہو گا

جیسا کہ اس کی تفصیل حدیث شفاعت میں ہے۔

تو وہاں کسی کا شافع ہونا ضروری ہے اور وہ حبیب اعظم اور سید اکرم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، حدیث شفاعت پر غور کر لیں تو معاملہ از خود اس قدر واضح ہو جاتا ہے کہ کسی شک والتباس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

فان من جودک الدنیا

امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا دوسرا شعر

فان من جودک الدنیا و ضرتها ومن علومک علم اللوح والقلم

۱۔ ضرۃ الدنیا۔ آخرت

۲۔ اللوح۔ جسم نورانی جس میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے قلم نے جو کچھ ہوا یا ہونے والا ہے۔ تا قیامت سب کچھ اس میں لکھ دیا۔

۳۔ القلم۔ جسم نورانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا کیا اور حکم دیا کہ تا قیامت ہونے والے واقعات کو لکھ دے۔

۴۔ الجود۔ کسی عوض وغرض کے بغیر عطا کرنا۔

شعر کی تشریح:

شیخ خالد ازہری لکھتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی بھلائی آپ کے کرم سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم سے ہے اور آپ ہی اس کے لائق ہیں اور شفاعت میں آپ پر ہی اعتماد ہے۔

شیخ ابراہیم باجوری (یہ تیرہویں صدی ہجری میں جامعہ ازہر کے شیخ تھے) یہاں دنیا سے مراد آخرت کے مقابل ہے۔ اس لیے شاعر نے ضرتہا کا لفظ لکھا اور یہاں مضاف مقدر ہے

ای خیری الدنیا وضرتها سے مراد آخرت ہے۔ اب دنیا کی خیر یہ ہے کہ آپ تمام لوگوں کے والی ہیں اور آخرت کی خیر سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کے لیے شفاعت ہے۔

اے اللہ کے بندو! اب بتاؤ اس میں کونسا اشکال ہے؟ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو زہد کے پیش نظر دنیا کو چھوڑ دیا ہے چہ جائیکہ آپ اسے ملکیت میں لے کر اس میں جود فرماتے اس پر احادیث متواتر شاہد ہیں۔ امام ابویعلیٰ اپنی سند (جسے ہیثمی نے حسن کہا) سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لو شئت لسارت معی جبال الذهب اگر میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلتے

(شرح السنۃ ۲۸۸۳) (مجمع الزوائد ۱۹۸۹)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوتیت مفاتیح کل شئی الا الخمس مجھے ہر شے کی چابی دے دی گئی مگر پانچ کی۔

اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم، ہی بارش نازل کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے رحم میں کیا ہے؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کل کیا کرے گا؟ کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا؟ اور اللہ تعالیٰ علم والا اور خبر والا ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کو ترک کر کے نبی عبد ہونا پسند کیا کہ ایک دن وہ کھائیں اور ایک دن بھوکے رہیں، پھر روز قیامت جب کوئی نبی بھی شفاعت کی ہمت نہ پائے گا۔ تو ہمارے والدین ان پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی شفاعت کے لیے آگے بڑھیں گے حتی کہ اللہ تعالیٰ کا جلال وغضب، رضا وکرم سے بدل جائے گا۔ لوگوں کو ہولناکی سے نجات مل جائے گی۔ بتایئے! اس سے بڑھ کر کیا جود وکرم ہو سکتا ہے، بلکہ جود وکرم کا مرتبہ اس مقام عظیم سے کہیں نیچے ہے۔

پھر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ دنیا و آخرت اسلام کے لیے ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراپا اور عملی اسلام ہیں اس پر واضح دلیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے دن یہ فرمان ہے۔

اللھم ان تھلک ھذہ العصابۃ فلن تعبد فی الارض

اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک ہو گیا تو زمین میں تیری عبادت نہ ہوگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

والارض وضعھا للانام   اور زمین کو ہم نے مخلوق کے لیے بنا دیا۔

(الرحمن،۱۰)

انام۔ مخلوق۔ اس میں سے سب سے افضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے تو یہ زمین آپ ﷺ کے لیے بطریق اولیٰ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا   وہ ذات جس نے تمھارے لیے پیدا فرمایا جو تمام زمین میں ہے

(البقرہ،۲۹)

پھر دنیا کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے

(سنن ابن ماجہ ۴۱۱۰) (سنن ترمذی،۲۳۲۱)

تو کیا اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہ ہوگا کہ وہ تمام دنیا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دے، امام بوصیری کے شعر میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔ فان من جودک الدنیا و ضرتھا، پھر عرب مجاز کا استعمال کرتے ہیں اور یہ ان کا مسلمہ اسلوب ہے جو اس کا منکر ہے وہ تو فصاحت کا منکر ٹھہرے گا، ہم بوصیری کے کلام میں قرینہ سببیت کی بنیاد پر مجاز مرسل پاتے ہیں، ان کی مراد یہ ہے آپ کے جود میں سے دنیا میں لوگوں کا ہدایت پانا اور یہی ہدایت رب العالمین سے ملانے والی ہے اور یہ دنیا و آخرت میں اچھی زندگی کا سبب ہے، آپ کے جود میں آخرت کی شفاعت بھی ہے اور قرینہ سببیہ پر علاقہ مجاز ہے۔

قرآن کریم میں ہے۔

وینزل لکم من السماء رزقا   اور وہ نازل فرماتا ہے آسمان سے تمھارے لیے رزق

(سورۃ المومن،۱۳)

یعنی وہ جسے نازل فرماتا ہے وہ پانی ہے اور پانی مختلف ارزاق کا سبب ہے۔

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوح وقلم کے علوم جانتے ہیں؟

امام بوصیری کا یہ فرمان (لوح وقلم کا علم آپ کے علوم کا حصہ ہے) بعض لوگوں نے اس پر تنقید کی اور اسے غلط قرار دیا، میں تو یہاں صرف قارئین کو ان احادیث مبارکہ میں غور و فکر کرنے کی دعوت دوں گا تاکہ معاملہ آشکارا ہو جائے۔

ا۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کیے۔ جب سوالات کثرت اختیار کر گئے تو آپ ﷺ ایک دن منبر انور پر تشریف لائے اور فرمایا:

سلونی لاتسئلونی عن شیئ الابینتہ لکم   مجھ سے پوچھو تم جس شے کے بارے میں بھی پوچھو گے میں بتا دوں گا

جب صحابہ کرام نے سنا تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر لے کے رو رہا تھا" ایک آدمی اٹھا (جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے) اس نے عرض کیا، یا نبی اللہ!

من ابی!   میرا والد کون ہے؟

فرمایا:

ابوک حذیفۃ   تیرے والد حذیفہ ہیں

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور عرض کیا۔

رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا و لمحمد رسولا.

ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ ﷺ کے رسول ہونے پر نہایت ہی خوش و مطمئن ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ سے سوء فتنہ سے پناہ مانگتے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے خیر وشر کو آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔ جنت و دوزخ کو میرے لیے مسخر کر دیا گیا اور انھیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔ (مسلم ۲۳۵۹)

۲۔ امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم و اهل النار منازلهم حفظ ذلک من حفظه و نسیه من نسیه.

آپ نے ہمیں خلقت کی ابتداء سے اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخل ہونے تک کے بارے میں خبر دی، جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا جس نے بھلا دیا اسے بھول گیا۔

۳۔ امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میرے ساتھی بھلا دیے گئے ہیں یا بھول گئے ہیں۔

واللہ ما ترک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قائد فتنة الی ان تنقضی الدنیا یبلغ من ثلث مائة فصاعدا الا قد سماه لنا باسمه و اسم ابیه و اسم قبیلته ۵

(سنن ابی داؤد ۴۲۴۳)

اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے دنیا کے ختم ہونے تک ہمیں فتنہ پرور ہر لیڈر کے بارے میں بتایا کہ ان کی تعداد تین صد سے زائد تک ہے حتی کہ ان کے نام، اور ان کے والد کا نام اور قبیلہ کا نام بھی بتایا۔

۴۔ حدیث اختصام ملاء اعلیٰ (آسمانی مخلوق کا اختلاف) جسے امام احمد نے مسند میں، دارمی، ترمذی اور طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اس میں الفاظ ہیں جب اللہ تعالیٰ نے میرے شانوں کے درمیان دست اقدس رکھا۔

فعلمت مافی السموات والارض　تو میں نے جان لیا جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

پھر آپ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (سورۃ الانعام ۷۵)

اور اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنتیں دکھائیں تا کہ وہ ہو جائے ایقان والوں میں

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

فعلمنی لی کل شیئ و عرفت　مجھ پر ہر شے آشکارا ہو گئی اور میں نے جان لیا

طبرانی کے الفاظ ہیں

فعلمنی لی کل شیئ　مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا۔

(مسند احمد، ۳۸۵)(دارمی، ۲۲،۱۲)(طبرانی، ۲۹۶۱)

۵۔ صحابی عظیم حضرت مالک بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی نعت کہتے ہوئے جو کچھ کہا اسے سامنے رکھیے۔

ما ان رأیت ولا سمعت بواحد فی الناس کلهم کمثل محمد اوفی فاعطی لجزیل لمجتد ومتی تشاء یخبرک عما فی غد

میں نے تمام لوگوں میں حضور ﷺ کی مثل نہ دیکھا اور نہ سنا، آپ سب سے زیادہ عطا فرمانے والے ہیں اور جب تم چاہو وہ تمھیں کل کی خبر دیں گے

(الاصابہ ۹: ۶۴)(اسد الغابہ، ۳،۵)

واضح یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو علوم و معارف عطا فرمائے ہیں انھیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا، اس نے خود یہ ارشاد فرمایا ہے۔

انزل الله عليك الكتاب والحكمة وعلمك مالم تكن تعلم و كان فضل الله عليك عظيما. (سورة النساء ۱۱۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب، حکمت نازل کی اور آپ کو علم دیا، ہر اس شئ کا جسے تم نہ جانتے تھے اور تم پر اس کا عظیم فضل ہے

آیت مبارکہ میں لفظ ''ما'' عموم وشمول پر دلیل ہے یعنی جو علوم اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء و رسل کو عطا فرمائے، حضور ﷺ کو وہ بھی عطا فرمائے اور ان کے علاوہ بھی دیئے یہ انعام کے شمول پر دلیل ہے، اگر کوئی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو لوح وقلم کے علوم کی تعلیم دی ہے تو اس میں کیا اشکال ہو سکتا ہے، کیا تم نے ارشاد نبوی ﷺ کے الفاظ نہیں دیکھے۔

فعلمني لي كل شيئ او فتجلى لي كل شيئ و عرفت

مجھے اس نے ہر شے کا علم دیا، مجھ پر ہر شے آشکارا ہوگئی اور میں نے پہچان لیا

کیا لوح وقلم، اشیاء میں داخل نہیں، سبحان اللہ! کچھ ایسے عقول ہوتے ہیں جو نہ جانے والی شے کا انکار کر کے غلط راہ اپنا لیتے ہیں۔ انہیں چاہیے وہ اپنے آپ کی حفاظت کریں۔

پھر جنت و دوزخ کی معرفت، ابتداء خلق کی اطلاع دینا اور دخول جنت کے معاملات بیان کرنا جو لوح وقلم سے زائد ہیں، جو قلم نے وہاں نہیں لکھے کیونکہ قیامت کے بعد کا علم تو وہاں مکتوب ہی نہیں، ہاں! وہاں جو کچھ قیامت تک ہوتا ہے وہی لکھا ہے تو وہ فتجلى لي كل شيئ اور علمت ما في السموات والارض میں کیوں شامل نہ ہوگا۔

تو اب بالکل آشکار ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو لوح محفوظ میں لکھے جانے والے علوم سے زیادہ علوم عطا فرمائے ہیں، اسے کسی کی متعصبانہ رائے نہ کہا جائے بلکہ یہ ایمان کا مسئلہ ہے کیونکہ حضور اور ﷺ پر اللہ تعالیٰ جو کرم فرماتا ہے ان کا تسلیم کرنا آپ کا حق ہے اور یہ تقاضائے ایمان ہے۔

رہا معاملہ غلو مردود کا تو وہ نصاریٰ کی طرح یہ قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں یا ان میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کر چکی ہے یا اس کی طرح دیگر کفریات ایسے عقائد غلو مردود ہیں جس میں شبہ کی گنجائش ہی نہیں۔ خود امام بوصیری نے اس پر اس قصیدہ میں کہا ہے۔

دع ما ادعته النصارى في نبيهم واحكم بما شئت مدحا فيه و احتكم

جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے بارے میں کہا، وہ تم نہ کہو اس کے علاوہ جو چاہو آپ ﷺ کی مدح میں کہو۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ شیخ مذکور بلکہ ہر صاحب قلم، صاحب منبر، لیکچرار اور نصیحت و وعظ کرنے والے کو صواب کی توفیق دے، خصوصاً اللہ تعالیٰ کی ذات کے حوالے سے کیونکہ یہاں قدم پھسلنے کا معنی ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے دلوں کو اپنے رسول ﷺ کی محبت پر جمع فرمادے اور ہمیں تمام مسلمانوں کے بارے حسن ظن کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دلوں میں محبت پیدا فرمادے کیونکہ یہ اوقات امت مسلمہ کے لیے نہایت ہی خطرناک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دین کے خدام کو تکفیر، ضلالت اور بدعتی کے فتوؤں سے باز رہنے کی بھی توفیق دے کیونکہ اس سے زخم گہرے اور دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے۔ والحمد لله رب العالمين و صلى الله تعالىٰ على سيدنا محمد و آله وسلم۔

بعض لوگ حضور ﷺ کے علم شریف کو لوح وقلم کے علم سے کم بتاتے اور اپنے موقف پر بضد رہتے ہیں حتیٰ کہ قصیدہ بردہ شریف کے ان مبارک اشعار فان من جودک...... الخ پر اعتراض کرتے ہوئے انہیں شرکیہ بتاتے ہیں۔ اس موضوع پر دوبئی کے عالم دین اور وزیر اوقاف الشیخ عیسیٰ بن مانع مدظلہ کے تحقیقی مضمون کا اردو ترجمہ آپ پڑھ چکے ہیں۔ اسی موقف کی تائید میں جامعہ اشرفیہ لاہور کی شائع کردہ مشہور دیوبندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری

بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اہم اقتباس پیش خدمت ہے۔ جو انھوں نے سورۂ علق کے تحت رقم کیا۔

انسان کا علم لوح و قلم سے بھی زیادہ ہے

مشہور دیوبندی عالم مولانا نسیم احمد غازی مظاہری بجنوری کی ''درسی تفسیر'' سے ایک اقتباس

علم الانسان مالم یعلم اس سے پہلی آیت میں تعلیم کے ایک خاص ذریعہ کا ذکر تھا۔ جو عام طور پر تعلیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی قلم کے ذریعہ تعلیم، اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اصل تعلیم دینے والا تو حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ وہی موثر بالذات ہے۔ اگر وہ تعلیم نہ دینا چاہے تو قلم بھی اس کے حق میں بے سود ہے۔ اور وہ تعلیم دینا چاہے تو تعلیم دینے میں اس مسبب الاسباب و معلم حقیقی کو قلم کی حاجت نہیں۔ وہ بغیر کسی سبب ظاہری کے بھی تعلیم دے سکتا ہے۔ اور قلم کے علاوہ دوسرے اسباب اور ذریعوں سے بھی دے سکتا ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ علم دیا جس سے وہ ناواقف تھا۔ آیت میں قلم یا کسی دوسرے ذریعہ تعلیم کا ذکر نہ فرمانے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی یہ تعلیم انسان کی ابتدائے آفرینش سے جاری ہے۔ اول اس میں عقل پیدا کی جو سب سے بڑا ذریعہ علم ہے۔ انسان اپنی عقل سے خود بغیر کسی تعلیم کے بہت سی چیزیں سمجھتا ہے، پھر اس کے پس و پیش میں اپنی قدرت کاملہ کے ایسے مناظر و دلائل قدرت نے رکھ دیے ہیں کہ جن کا مشاہدہ کر کے وہ اپنی عقل کے ذریعہ اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان سکتا ہے۔ پھر وحی والہام کے ذریعہ بہت سی چیزوں کا علم انسان کو دیا اور کتنی چیزوں کا علم انسان کے ذہن میں بلا کسی واسطہ کے خود بخود پیدا فرما دیا۔ ایک بے شعور بچہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے بعد اپنے مرکز غذا یعنی ماں کی چھاتیوں کو پہچان لیتا ہے۔ پھر ان سے دودھ حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی جان لیتا ہے۔ یہ اس کو کون سکھا سکتا تھا کہ چھاتیوں کو دبا کر اس ترکیب سے دودھ چوس کر نگل لے۔ یہ معلم حقیقی کی قدرتی تعلیم ہی کا کرشمہ ہے۔

پھر رونے کا ہنر اس کو قدرت نے ولادت کے ساتھ ہی سکھا دیا۔ بچہ کا یہ رونا اس کی تمام ضرورت کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس کو روتا ہوا دیکھ کر ماں باپ اس فکر میں پڑ جاتے ہیں کہ اس کو کیا تکلیف یا کیا ضرورت ہے؟ اس کی بھوک، پیاس، سردی، گرمی وغیرہ کی تمام ضروریات اس رونے ہی سے پوری ہوتی ہیں۔ یہ رونے کی تعلیم قدرت کے سوا بچے کو کون دے سکتا تھا؟ اور کس طرح دے سکتا تھا؟ اس قسم کے تمام علوم وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار خصوصاً حضرت انسان کے ذہن میں بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت سے پیدا فرما دیئے ہیں۔ اس کے بعد پھر زبانی تعلیم اور قلمی تعلیم وغیرہ کے ذریعہ ان علوم وھبیہ میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اعطی کل شی خلقہ ثم ھدی۔

یہاں مالم یعلم (جس کو وہ جانتا نہ تھا) کی قید کی بہ ظاہر ضرورت نہ تھی، کیونکہ تعلیم تو اسی چیز کی ہوتی ہے جس کو انسان نہیں جانتا۔ یہ قید اس وجہ سے بڑھائی کہ خداداد علم و ہنر کو انسان اپنا ذاتی کمال نہ سمجھ بیٹھے۔ مالم یعلم سے تنبیہ کر دی کہ ہر انسان پر ایسا وقت بھی آیا ہے جب وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے اخرجکم من بطون امھاتکم لاتعلمون شیئا (اللہ نے تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹوں سے ایسی حالت میں نکالا کہ تم کچھ نہ جانتے تھے) معلوم ہوا کہ انسان کو جو بھی علم و ہنر ملا ہے وہ اس کا اپنا ذاتی کمال نہیں۔ سب خالق و مالک ہی کا عطیہ ہے۔ بعض مفسرین نے یہاں انسان سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا نبی کریم ﷺ کو قرار دیا ہے۔ کیونکہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں جن کو تعلیم دی گئی۔ وعلم آدم الاسماء کلھا۔ اور نبی کریم ﷺ وہ آخری پیغمبر ہیں جن کی ذات گرامی میں تمام انبیائے سابقین کے علوم اور لوح و قلم کے علوم موجود ہیں۔

فان من جودک الدنیا و مافیھا ضرتھا و من علومک علم اللوح و القلم

(یعنی دنیا و مافیہا آپ کی سخاوت کا ایک جز ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علم کا ایک حصہ ہے۔)

انسان کا علم لوح محفوظ سے بھی زائد ہے:

علم الانسان مالم یعلم کو بالقلم کی قید سے مقید نہیں فرمایا اور مفعول بہ الانسان کو ذکر کیا ہے۔ اس سے پہلے جملہ میں مفعول بہ کو ذکر نہیں کیا۔ اور بالقلم کی قید کا ذکر فرمایا ہے۔ اس سے اشارۃً یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا علم اور کائنات سے زائد ہے کیونکہ پہلے جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اور دوسری مخلوق (ملائکہ وغیرہ) سب کو قلم کے ذریعہ سے علم دیا ہے۔ اور قلم سے دیا ہوا علم تمام کا تمام لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ کوئی چھوٹی، بڑی، خشک و تر چیز ایسی نہیں جو لوح محفوظ میں درج نہ ہو۔ لیکن انسان کو دیا ہوا علم مکتوب لوح محفوظ کے علاوہ بھی ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا: وعلم آدم الاسماء کلھا اگر علم آدم صرف وہی تھا جو لوح محفوظ میں مکتوب ہے تو فرشتے جواب کیوں نہ دے سکے۔ اور سبحنک لا علم لنا کے ساتھ معذرت کیوں کی؟ پھر اللہ تعالیٰ کا علم حضوری وقدیم ہے۔ حصولی نہیں کہ لوح محفوظ اس کو محیط ہو سکے۔ اور قلم اس کو لکھ سکے۔ (مظہری) یہاں تک سورۂ اقراء کی وہ پانچ آیات تھیں جو سب سے پہلے نازل ہوئیں۔ اس کے بعد کی آیات کافی عرصہ کے بعد نازل ہوئی ہیں۔ کیونکہ باقی آیات اخیر سورۂ تک ابوجہل متعلق ہیں اور ابتدائے وحی ونبوت کے وقت مکہ میں کوئی بھی آپ کا مخالف نہ تھا۔ اہل مکہ آپ کو صادق اور امین جیسے القاب سے پکارتے اور آپ سے محبت وتعظیم کا برتاؤ کرتے تھے۔ ابوجہل کی مخالفت ودشمنی خصوصاً نماز سے روکنے کا واقعہ جو آگے آنے والی آیات میں مذکور ہے ظاہر کہ اس وقت کا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے نبوت ودعوت کا اعلان فرمادیا تھا۔ اور شب معراج میں آپ کو نماز کا حکم ہو چکا تھا۔

امیر کاروانِ اسلام

مفتی محمد خان قادری



کا دینی، علمی اور تحقیقی لٹریچر

آیئے قربِ مصطفےٰ ﷺ پائیں
شرح، اج سک متراں دی
حضور ﷺ کے آباء کی شانیں
والدین مصطفےٰ ﷺ کا زندہ ہو کر ایمان لانا
معراج نبوی ﷺ
علماء نجد کے نام اہم پیغام
اللہ اللہ حضور کی باتیں (ایک ہزار احادیث کا مجموعہ)
جسم نبوی ﷺ کی خوشبو
کیا سگ مدینہ کہلوانا جائز ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ
مقصد اعتکاف
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
صحابہ اور بوسہ جسم نبوی ﷺ
مسئلہ ترک رسول اللہ کے کسی عمل کو ترک فرمانے کی حکمتیں
محبت اور اطاعت نبوی ﷺ
آنکھوں میں بس گیا سراپا حضور ﷺ کا
نعل پاک حضور ﷺ
صحابہ اور علم نبوی ﷺ
روح ایمان، محبت نبوی ﷺ
امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت ﷺ
تفسیر سورۃ الکوثر
تفسیر سورۃ القدر
قصیدہ بردہ پر اعتراضات کا جواب
امامت اور عمامہ
تفسیر سورۃ الضحیٰ والم نشرح

معراج حبیب خدا ﷺ
شاہکار ربوبیت ﷺ
ایمان والدین مصطفےٰ ﷺ
حضور ﷺ کا سفر حج
امتیازات مصطفےٰ ﷺ
در رسول ﷺ کی حاضری
ذخائر محمدیہ ﷺ
محفل میلاد پر اعتراضات کا علمی محاسبہ
فضائل نعلین حضور ﷺ
شرح سلام رضا
نور خدا سیدہ حلیمہ کے گھر
نماز میں خشوع خضوع کیسے حاصل کیا جائے
حضور ﷺ نے متعدد نکاح کیوں فرمائے
اسلام اور تعدد ازواج
اسلام میں چھٹی کا تصور
مسلک صدیق اکبر عشق رسول ﷺ
شب قدر اور اسکی فضیلت
صحابہ اور تصور رسول ﷺ
مشتاقان جمال نبوی ﷺ کی کیفیات جذب و مستی
اسلام اور احترام والدین
والدین مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں صحیح عقیدہ
والدین مصطفےٰ ﷺ جنتی ہیں
نسب نبوی ﷺ کا مقام
عصمت انبیاء
اسلام اور خدمت خلق
تحریک تحفظ ناموس رسالت کی تاریخی کامیابی
فضیلت درود و سلام

آثار رسول ﷺ کی عظمتیں
حضور ﷺ رمضان کیسے گذارتے ؟
صحابہ کی وصیتیں
رفعت ذکر نبوی ﷺ
کیا رسول اللہ نے اجرت پر بکریاں چرائیں ؟
حضور ﷺ کی رضاعی مائیں
ترک روزہ پر شرعی وعیدیں
عورت کی امامت کا مسئلہ
عورت کی کتابت کا مسئلہ
منہاج النحو
منہاج المنطق
معارف الاحکام
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پنجم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد دہم
ترجمہ فتاویٰ رضویہ جلد پانزدہم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ششم
ترجمہ اشعۃ اللمعات جلد ہفتم
صحابہ اور محافل نعت
صحابہ کے معمولات
خواب کی شرعی حیثیت
حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اسلاف کا مذہب
علم نبوی ﷺ اور امور دنیا
علم نبوی ﷺ اور منافقین
نظام حکومت نبوی ﷺ
وسعت علم نبوی ﷺ